مباحات کو، مباحات ہی کی حد تک رہنا چاہیے اور ان میں سے کسی چیز کو قانون اور شریعت کے درجہ تک نہیں پہنچنا چاہیے۔ رواج کی رو میں بہنے والے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بغاوت کرنا بھی چاہتے ہیں مگر پہل کی جسارت نہیں کر سکتے۔ رسموں کی بیڑیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر دوسروں سے پہلے انھیں کاٹنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اپنی پیٹھوں پر لدے ہوئے رواجوں کے بوجھوں سے ان کی کمریں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں مگر ان کو پٹخ دینے میں پیش قدمی نہیں کر سکتے۔ یہ پہل اور پیش قدمی اب ہم لوگوں کو کرنی ہے۔ ہمارے ہر ساتھی کا یہ فرض ہے کہ زندگی کے روزمرہ کے معاملات اور تقریبات کو گوناں گوں پابندیوں سے آزاد کرنے میں پوری بے باکی سے پہل کرے۔ اور لوگوں کی "ناک" بچانے کے لیے خود نکو بن کر معاشرتی زندگی میں انقلاب برپا کرے۔ خالص اسلامی انداز میں تقریبات اور معاملات کو سرانجام دینے کی مثالیں اگر جگہ جگہ ایک دفعہ قائم کر دی جائیں گی تو کسی نہ کسی کا کچھ نہ کچھ عنصر ان کی پیروی کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا اور اس طرح رفتہ رفتہ احوال بدل سکیں گے۔

سوال:- ہمارے علاقہ میں عام طور پر نکاح کا مہر نو صد روپیہ معین ہوتا ہے۔ اس میں سے تین سو روپیہ کی ادائیگی ہو جاتی ہے اور چھ سو روپیہ کی رقم وصول طلب رہتی ہے۔ لیکن بالعموم مرد کی طرف سے اس چھ سو کی ادائیگی کی نوبت کبھی نہیں آتی۔

ہمارے ایک رشتہ دار کی لڑکی کا نکاح آج سے قریباً ۵ سال قبل ہوا تھا اور اس کا مہر دس ہزار روپیہ قرار پایا تھا۔ لڑکے کی طرف سے اول اول اتنے بڑے مہر کو تسلیم کرنے میں پس و پیش ہوتا رہا مگر آخر کار محض اس وجہ سے یہ ہٹ چھوڑ دی گئی کہ یہ سب کچھ ایک نمائشی رسم کے سوا کچھ نہیں۔

اب اسی رشتہ دار کی دوسری لڑکی کی نسبت میرے چھوٹے بھائی کے ساتھ طے پائی ہے اور اب جلد ہی اس کا نکاح ہونے والا ہے۔ لڑکی کے اولیا کی طرف سے قبل از وقت یہ اطلاع پہنچائی گئی ہے کہ مہر وہی نو دس ہزار روپیہ مقرر ہو گا۔ اگر اس رقم میں اب کوئی کمی کی جائے تو ان کا پہلا داماد بگڑ جائے گا کہ جب اس کے لیے دس ہزار روپیہ مہر رکھا گیا تھا تو اب دوسرے داماد سے کوئی امتیازی رویہ کیوں اختیار کیا جائے؟

اس الجھن کو طرفین نے حل کرنے کی صورت یہ سوچی ہے کہ مجلس نکاح میں جب کہ ہمارے عزیز کا پہلا داماد موجود ہوگا، مہر وہی نو دس ہزار روپیہ تحریر کیا جائے گا، مگر بعد میں خفیہ طور پر اس تحریر کو بدل کر نو ہزار سے نو سو کر دیا جائے گا۔ اس طرح نہ پہلا داماد ناراض ہوگا نہ ہمارے چھوٹے بھائی پر بار رہے گا!

مجھے اس مجوزہ صورتِ معاملہ میں کھٹک سی ہو رہی ہے اور میں نے اس کا اظہار اپنے والد محترم کے سامنے بھی کر دیا ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ علمائے شریعت سے استصواب کر لیں۔ اس پر انھوں نے فرمایا ہے کہ ایک مقامی مفتی صاحب سے استفتا کیا جا چکا ہے اور ان کی رائے میں ایک معاملہ میں طرفین جب راضی ہیں تو شریعت معترض نہیں ہو سکتی۔ اس پر میں نے والد صاحب پر اپنا عدم اطمینان ظاہر کیا ہے۔

یہی معاملہ جماعت اسلامی کے ایک رکن کے سامنے رکھا تو انھوں نے فرمایا کہ مجوزہ صورت معاملہ میں ایک تو پہلے داماد کو فریب دیا جائے گا اور دوسرے دس ہزار مہر کی بہرحال ایک اور مثال عوام کے سامنے قائم کی جائے گی اور رسم و رواج کی بیڑیوں میں گویا ایک اور کڑی کا اضافہ کیا جائے گا۔ اس وجہ سے میں اسے صحیح نہیں سمجھتا۔

اب شکل یہ ہے کہ نکاح کی مجلس میں لڑکے کا بھائی ہونے کی وجہ سے مجھے شریک بھی ہونا ہے اور شاید وکیل یا گواہ بھی بننا پڑے، اور صورت ایسی ہے کہ میرا ضمیر اس کے جائز ہونے کی شہادت نہیں دیتا۔ اگر میں بہ حیثیت وکیل یا شاہد مجلس میں شریک ہوتا ہوں تو خود اس غلطی میں حصہ دار ہوں جس کو سوچ سمجھ کر میرے اعزہ کرنے لگے ہیں۔ اگر شرکت سے باز رہوں تو یہ سمجھا جائے گا کہ میں بھائی کی شادی پر خوش نہیں ہوں نیز اگر عدم شرکت کی وجہ مجھ سے پوچھی جائے تو میں خاموش رہنے پر مجبور ہوں، کیونکہ اگر حقیقت بیان کر دوں تو سارا معاملہ درہم برہم ہو کے رہے گا۔

اب براہ کرم آپ میرے لیے صحیح اسلامی رویہ تجویز فرما دیں۔ انشاء اللہ میں دنیوی تعلقات اور مفاد کو تعمیل میں حائل نہ ہونے دوں گا۔ میں صرف شریعت کا حکم معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اس کے اتباع